مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

فی پرچہ	جولائی	سالانہ
۳۶ پیسے	۱۹۶۵	چار روپیہ

RIZWAN LUCKNOW Regd. No' L-197

ہماری مطبوعات

انسانی دنیا پر
مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
قیمت للعہ

دو ہفتے ترکی میں
سیرت سید احمد شہید
اصلاحیات
زاد سفر
ایک اہم دینی دعوت
حسن معاشرت
مقام انسانیت
پیام انسانیت
دعائیں
تعلیم الاسلام
باب کرم
نماز سمجھ کر پڑھیے
بچوں کی قصص الانبیاء
کلید باب جنت
نور الایمان

فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

only cover printed at Sarkar Printing Press
1, Aminabad Park, Lucknow.

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ایڈیٹر :- محمد ثانی حسنی

معاون :- آمۃ اللہ تسنیم

نمبر (۷)	جولائی سنہ ۱۹۶۵ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۳۸۵ھ	جلد (۹)

چندہ سالانہ

ہندستان میں .. .. چار روپے	ممالک غیر ہوائی ڈاک ... ۱۰ شلنگ
پاکستان میں .. .. چار روپے	ممالک غیر بحری ڈاک .... ۶ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارۂ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (پاکستان)

(۱) دس تاریخ تک پرچہ نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیے۔

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع نمبر خریداری پتہ ذیل سے کریں۔

دفتر

ماہنامہ "رضوان" ۳۷ - گوئن روڈ، لکھنؤ

اس شمارہ میں

نمبر	عنوان مضمون	مضمون نگار	صفحہ
(۱)	خدا کے نام سے	مدیر	۳
(۲)	قرآن کے آئینے میں	مولانا محمد منظور نعمانی	۵
(۳)	حدیث کی روشنی میں	امۃ اللہ تسنیم	۷
(۴)	مناجات	امۃ اللہ تسنیم	۹
(۵)	نور ولادت	ابوالبقا ندوی	۱۰
(۶)	رسول اللہؐ کی چند نصیحتیں	(ماخوذ)	۲۴
(۷)	اسلام کو پہچانو (نظم)	وصی سیتاپوری	۲۶
(۸)	تعلیم نسواں	.....	۲۷
(۹)	سرکار دوعالمؐ کا انداز تکلم	طاہرہ پروین	۳۱
(۱۰)	نعت	وحید رائے بریلوی	۳۴
(۱۱)	جھاڑ پھونک	ہارون رشید صدیقی	۳۵
(۱۲)	جواہر پارے	آزاد قاسمی ٹونکی	۳۹

خدا کے نام سے!

ماہ ربیع الاول آگیا، اس مبارک مہینہ میں ہمارے سرکار حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور سسکتی ہوئی انسانیت کو زندگی بخشی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو والد کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا، آپ دُرِ یتیم بن کر تشریف لائے لیکن ساری دنیا کے یتیموں اور بیکسوں کے سر پر دست شفقت رکھا۔ ہر طرف ظلم و سفاکی، کفر و ظلمت کا مہیب سایہ تھا، آپ نے نور بخشا اور ہر طرف روشنی ہی روشنی پھیل گئی

ہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

اس مہینہ کی تاریخوں میں عام مسلمان اپنے سچے اور مقدس نبی کی تشریف آوری کی خوشی میں جلسے کرتے ہیں اور علماء سے سیرت طیبہ پر تقریر کراتے اور عقیدت کے گلدستہ پیش کرتے ہیں اور اپنی بے پناہ عشق و محبت رسول کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن افسوس ہو کہ مسلمان اس معاملہ میں اسراف کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور ہزاروں روپیہ صرف روشنی اور آرائش پر صرف کر دیتے ہیں۔ سب سے بڑی عقیدت اور محبت یہ ہے کہ حضورؐ نے جو تعلیم دی ہے اور اپنی امت کو جس راستہ پر چلنے کا حکم دیا ہے وہ اپنایا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے لایؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکی اتباع نہ کرے جو میں لایا ہوں۔ آپ جو پیغام لائے، آپ جو طرز زندگی لائے اسکو اپنانا اور دوسروں کو اسپر چلانا ہی اصل محبت و عقیدت ہے، اگر مسلمان اس مبارک مہینہ میں بجائے روشنی کرنے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ میں حد سے بڑھکر خرچ کرنے کے حضورؐ کی تعلیم کی اشاعت کریں، مختصر سے مختصر کتابچہ شائع کریں اور حضورؐ کی سیرت طیبہ کو لوگوں کے سامنے پیش کریں، اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اس مہینہ میں نیا عہد کریں کہ ہم اسی راستہ پر چلیں گے جو راستہ حضورؐ نے ہم کو دکھایا ہے تو ان جلسوں سے بڑا فائدہ ہو، اور اسلام کی اشاعت ہو اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح راستہ پر چلائے۔

بے اثر اپیل

کئی بار رضوان کے ذریعہ ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی کہ وہ وقت پر چندہ روانہ کر دیں یا اطلاع کر دیں کہ ان کو رضوان کی خریداری منظور نہیں لیکن معلوم نہیں کیا بات ہے کہ اس طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں، اس مرتبہ بھی یہی ہوا، اعلان کیا گیا ختم خریداری پر اطلاع کی گئی اور بعد میں وی۔ پی ارسال کی گئی، کثیر تعداد میں وی پیاں واپس آگئیں اور ادارہ کو شدید نقصان ہوا، دوسرے ماہ جن کے چندے ختم ہوئے ان کو بجائے وی۔ پی ارسال کرنے کے خطوط لکھے گئے لیکن خطوں کے جواب بھی سوائے چند کے نہیں آئے اب آپ بتائیے کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے، اگر ذرا سی فکر کی جائے تو یہ نوبت نہ آئے۔ رضوان کے ساتھ ہمدردی یہ ہے کہ اس کو نقصان سے بچایا جائے، ورنہ اس دور میں دینی رسالوں کا حشر آپ کو معلوم ہی ہے۔

قرآن کے آئینے میں

★: مولانا محمد منظور نعمانی

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ (الکہف)

ترجمہ:۔ بیشک جو بندے ایمان لائیں اور عمل صالح والی زندگی گزاریں ان کے پروردگار کی طرف سے ان کی مہمانی کے لیے فردوس یعنی جنت کے باغات ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو وہاں سے کبھی نکالا جائے گا اور) نہ خود وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔

سورہ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا:۔

وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ مَنْ تَزَكّٰى ۝ (ترجمہ) اور جو بندے پروردگار کے حضور میں مومن ہو کر حاضر ہوں گے اور عمل صالح والی زندگی انھوں نے گزاری ہوگی ان کے لیے وہاں نہایت بلند درجے ہیں کبھی نہ فنا ہونے والے بہشتی باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اُن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ صلہ ملے گا ان کو جو کفر و نافرمانی کی گندگی سے پاک ہوں گے۔

ان آیتوں میں ایمان اور عمل صالح والی زندگی گزارنے والوں کے لیے آخرت میں اللہ کی رحمت و مغفرت اور اس کے فضل و بخشش اور جنت و نعمائے جنت کی

بشارتیں ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ نے اپنے جن بندوں کو آخرت پر ایمان و یقین نصیب فرمایا ہے ان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی بشارت اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی کہ آخرت کی حقیقی اور کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں ان کو اللہ کی رضا و مغفرت اور جنت نصیب ہو جائے۔

بالفرض اگر ایمان و عمل صالح کے صلہ میں اس فانی دنیا میں کچھ بھی نہ ملے اور صرف آخرت ہی میں وہ مل جائے جس کا وعدہ ان آیتوں میں کیا گیا ہے تو بھی یقیناً نفع ہی نفع ہے اور ہر مومن بندہ اس سودے پر دل و جان سے راضی ہو کر اپنے رب کریم کا شکر گزار ہی ہو گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عمل صالح اور ایمان کے صلے میں آخرت میں مغفرت اور جنت کے علاوہ اس دنیا میں بھی جو کچھ عطا فرمانے کا وعدہ قرآن مجید میں کیا گیا ہے وہ اس دنیا کی بھی سب سے بڑی نعمت ہے مثلاً سورۂ مریم میں فرمایا:-

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ
لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ (مریم)

ترجمہ:- بلاشبہ جو بندے ایمان لائیں اور عمل صالح والی زندگی گزاریں۔ بڑی رحمت والا پروردگار اُن کو ضرور محبت سے نوازے گا۔

یعنی اس دنیا کی زندگی میں ان کو اللہ کی محبت و محبوبیت کا مقام نصیب ہو گا اور اللہ تعالے اپنی مخلوقات کے دلوں میں بھی ان کی محبت فرما دیگا۔

حدیث کی روشنی میں

★ امۃ اللہ تسنیم

اللہ کا خوف:- حضرت ابو ذرؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے بعد نیکی کرو۔ وہ اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

اللہ کی یاد، اسی سے سوال، اسی سے استمداد:- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آپ نے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں سکھا دوں، اللہ کے حکموں کی نگہداشت کر، اور جب سوال کرنا تو اللہ ہی سے سوال کرنا اور جب مدد چاہنا اور جان لے کہ اگر ساری دنیا اس بات پر اتفاق کرے کہ تجھ کو نفع پہنچائے تو تجھ کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو تمھارے لیے اللہ نے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری دنیا اس بات پر اتفاق کرے کہ تجھ کو نقصان پہنچائے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک کر دیے گئے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کا دھیان رکھو تم اس کو اپنے سامنے پاؤگے اور آرام کے زمانے میں اللہ سے تعلق پیدا کر لو، مصیبت کے وقت کام آئے گا اور یاد رکھو جو تم سے چوک گیا وہ تمھیں پہنچنے والا ہی نہ تھا اور جو پہنچا وہ خطا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ (۱) یاد رکھو کہ صبر کے ساتھ مدد ہے مصیبت کے ساتھ

کشائش ہے اور مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

بعض اعمال کو معمولی سمجھنا:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تم جو عمل کرتے ہو وہ تمھاری نگاہ میں بال سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے اور ہم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہلاک کر دینے والے اعمال میں شمار کرتے تھے۔

اللہ کی غیرت:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ انسان وہ عمل کرے جو اللہ نے اس پر حرام کر دیا تھا۔

نفس کا احتساب:۔ حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا جائزہ لے اور آخرت کے لیے عمل کرے، پیچھے رہ جانے والا وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کے پیچھے ڈال دے اور اللہ سے بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھا رہے (ترمذی)

لایعنی بات سے احتراز:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس کے مطلب کی نہ ہو[1] (ترمذی)

(صفحہ ۷ ما سبق کا حاشیہ نمبر (۱)) یعنی گزشتہ واقعات پر افسوس نہ کرو جو کچھ ہوا وہ ہونے والا ہی تھا اور جو نہیں ہوا وہ ہوتا ہی نہیں افسوس سے کیا حاصل لکیلا تاسو علی مافاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم (اب مقدر ہے جو رہ گیا اس پر حسرت نہ کرو جو ملا اس پر اتراؤ نہیں) ۱۲

(۱) جو نہ دنیا کی ضروریات میں سے ہو نہ اس پر کوئی ثواب ملتا ہو، نہ اس سے اس کا براہ راست کچھ تعلق ہو۔

امۃ اللہ تسنیم

مناجات

جو گزری دل پہ میرے وہ زباں پر لا نہیں سکتی دلِ بےچین کی حالت میں اب بتلا نہیں سکتی
کچھ ایسی بےکلی ہے چین دم بھر پا نہیں سکتی ترے دربار میں حرفِ شکایت لا نہیں سکتی

دلِ بیتاب کہتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے
اشارہ بندگی کا ہے کہ رو کو صبر جاتا ہے

ترے بابِ کرم پر رونے تو سہارا آتی ہوں کہانی اس دلِ پُر درد کی تجھ کو سناتی ہوں
تڑپ اور بےکلی سے جب بہت ہی تنگ آتی ہوں تو پھر بیتاب ہو کر تیرے دروازے پہ آتی ہوں

الٰہی اپنی حکمت سے علاجِ دردِ دل کر دے
تو مجھ بیمارِ غم کو اب خوشی کامل عطا کر دے

دلِ مضطر کے ہاتھوں دشتِ غم میں پھرتی ہوں تنہا جو دن پڑتے ہیں مجھ پر تو ہی واقف ہے مرے مولا
ترے پیشِ نظر ہے ہر گھڑی یہ معاملہ دل کا نہیں مخفی ہے تجھ سے کچھ بھی حالِ زارِ مضطر کا

ترا گر ایک اشارہ ہو مرے سو کام بن جائیں
فقط اک کُن کے کہتے ہی مرادیں دل کی بر آئیں

بگڑتی ہے جو حالت دل کی تیرا نام لیتی ہوں کلیجہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر تھام لیتی ہوں
تری مرضی سمجھ کر صبر سے پھر کام لیتی ہوں تجھی سے کہہ کے حالِ زار دل آرام لیتی ہوں

رسائی ہو گئی دربار میں سر جھک گیا در پہ
تو پھر تسنیم کیوں رہتی ہے تو بیتاب اور مضطر

نورِ ولادت

ابوالبقا ندوی

(آمنہ بنت وہب کے گھر میں، آمنہ اور ان کی لونڈی برکہ

برکہ:۔ ہرگز نہیں اے میری مالکہ...... میں آج آپ کو کوئی کام نہ کرنے دونگی۔

آمنہ:۔ ایسا نہیں ہوسکتا اے برکہ..... میں تمھارے کاموں میں ہاتھ ضرور بٹاؤں گی کیونکہ میں اچھی ہوں۔

برکہ:۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہمارے کاموں میں آپ کی مدد کی قطعی ضرورت نہیں...... آپ آرام کریں۔ کیونکہ اب نویں ماہ کی آخری تاریخیں ہیں۔

آمنہ:۔ لیکن میری طبیعت پر کوئی بار نہیں ہے...... بلکہ آج تو میں اور دنوں سے زیادہ آرام محسوس کر رہی ہوں۔

برکہ:۔ مالکہ آپ کا معاملہ عجیب ہے...... کیا آپ اب بھی غیبی آواز سنتی ہیں۔

آمنہ:۔ ہر رات اے برکہ!

برکہ:۔ گزشتہ رات کو آپ نے کیا سنا تھا؟

آمنہ:۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ بنت وہب تو اس امت کے سردار کو اٹھائے ہوئے ہے، مگر جب یہ پیدا ہو جائے تو اسے خدا کی حفاظت میں دیدینا تاکہ ہر حسد کرنے والے کے شر سے محفوظ رہے۔

برکہ:۔ آپ قتیلہ بنت نوفل کو کیوں نہیں بلاتیں وہ آجائے تو ان سے وہ تمام باتیں

بتائیں، کیونکہ وہ ورقہ کی بہن ہے اور انھی کے ساتھ رہتی ہے، وہ ضرور اس معاملہ میں آپ کی رہنمائی کرے گی... (اچانک کوئی آہٹ محسوس کرتے ہوئے) میری مالکہ میری مالکہ.... قتیلہ آگئی۔

آمنہ:۔ قتیلہ! ..... برکہ:۔ ہاں

آمنہ:۔ مبارک ہو، ذرا بڑھ کر اس کا خیر مقدم کرو۔

قتیلہ:۔ (داخل ہوتے ہوئے) صبح بخیر اے آمنہ!

آمنہ:۔ خوش آمدید اے قتیلہ..... ابھی برکہ نے آپ کا ذکر کیا تھا۔

قتیلہ:۔ اللہ آپ کو اپنے امان میں رکھے اے بنت وہب..... آج میرے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ آپ کے پاس آؤں اور آپ کو مبارکباد دوں آپ کے آنے والے مبارک نومولود کی زیارت کروں۔

آمنہ:۔ خاموش رہو اے قتیلہ.... وہ ابھی اللہ کے علم میں ہے۔

قتیلہ:۔ لیکن آمنہ آج اس کی ولادت کا دن ہے، کیونکہ میرے بھائی ورقہ نے مجھ سے بتایا ہے کہ رات میں نے اس سرخ ستارے کو دیکھا ہے جو آنے والے نبی کی پیدائش کی رات ہے اور انھوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں آپ کو اس بارے میں باخبر کروں

آمنہ:۔ کیا واقعی انھوں نے تم سے یہی بیان کیا ہے؟

قتیلہ:۔ ہاں واللہ مجھے یہ یقین تھا کہ میرے یہاں آنے سے پہلے پیدا ہو گیا ہوگا۔

برکہ:۔ لیکن آج میری مالکہ کو کوئی تکلیف نہیں ہے اور نہ ہم ابھی تک محسوس کر سکے

ہیں کہ اس کا وقت کب آئے گا؟

قتیلہ:۔ اگر یہ وہی حمل ہے تو آج ضرور اس کا وقت آئے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو کسی دوسرے گھر میں اس کی ولادت ہو چکی ہو گی۔

برکہ:۔ ہرگز نہیں، یہ دوسرے گھر میں نہیں ہو سکتا۔ بیشک میری مالکہ ہر رات ایک غیبی آواز سنتی ہیں جو ان کو اس کی خوشخبری دیا کرتی ہے۔

آمنہ:۔ برکہ چپ بھی رہو۔

قتیلہ:۔ (تعجب سے) غیبی آواز.... آمنہ تم مجھ سے کیا چھپاتی رہیں؟ اے آمنہ تم سے غیبی آوازیں کیا کہا کرتی ہیں؟

آمنہ:۔ آواز دینے والا ایک ہی ہے لیکن باتیں مجھ سے مختلف کہی جاتی ہیں ان میں سے بعض مجھے یاد ہیں اور بعض بھول گئی ہوں۔

برکہ:۔ میری مالکہ.... گزشتہ رات جو اس نے کہا ہے وہ بتا دیجیے۔

قتیلہ:(جلدی سے) ہاں بتاؤ آمنہ گزشتہ رات اُس نے تم سے کیا کہا؟

آمنہ:۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے آمنہ بنت وہب بیشک تم اس امت کے سردار کو لیے ہوئے ہو۔ جب یہ بچہ پیدا ہو جائے تو اسے اللہ کی پناہ میں دے دینا تاکہ وہ ہر حسد کرنے والے کے شر سے محفوظ رہے۔

قتیلہ:۔ خوشخبری ہو اے آمنہ اب کوئی شک باقی نہ رہا.... یہ وہی آنے والا نبی ہے اور آج مجھے یقین ہو گیا کہ میری آنکھوں نے غلط نہیں دیکھا جب کہ میں نے ایک روشن ستارے کو عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تھا

(حجر اسود کے پاس عبدالمطلب تنہا بیٹھے ہوئے ہیں۔ مغیرہ مخزومی اور وائل سہمی داخل ہوتے ہیں)

مغیرہ:۔ یہ دیکھو عبدالمطلب بیٹھے ہوئے ہیں.... آؤ وائل ہم بھی ان کے پاس بیٹھیں۔

وائل:۔ مغیرہ ہم ان کے پاس بیٹھ کر کیا کریں گے؟ جب سے ان کے لڑکے عبداللہ کا انتقال ہوا وہ تو برابر غمزدہ رہتے ہیں گویا دنیا میں ان سے پہلے اور کسی کے لڑکا مرا ہی نہیں۔

مغیرہ:۔ تم نے ٹھیک کہا، چلو ہم لوگ کہیں اور بیٹھیں اور باتیں کریں.... وہ دیکھو ان کا لڑکا ابوطالب بھی ان کے پاس آ رہا ہے۔

وائل:۔ چھوڑو بھی.... اپنے باپ کو تسلی دینے آ رہا ہے۔ (وہ دونوں دوسری جانب رُخ کرتے ہیں)

ابوطالب:۔ ابا جان صبح بخیر.... آپ یہاں اکیلے ہی ہیں؟

عبدالمطلب:۔ ہاں میرے بیٹے۔

ابوطالب:۔ آپ رو کیوں رہے ہیں؟

عبدالمطلب:۔ (اپنے کو خاموش کرتے ہوئے) کیا کوئی قریش کا آدمی دیکھ تو نہیں رہا ہے؟

ابوطالب:۔ نہیں وہ دور ہیں.... اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟

عبدالمطلب:۔ ہرگز نہیں اے میرے پیارے بیٹے! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی میرے غم کو دیکھے کیونکہ وہ عبداللہ کے بارے میں مجھے ملامت

کرنے لگتے ہیں اور اس بارے میں وہ بہت سخت دل ہیں۔

ابوطالب :۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی ملامت تھوڑی حد تک صحیح بھی ہے۔

عبدالمطلب : تم ہلاک ہو اے ابوطالب، تم بھی انہی کی مانند سخت دل ہو۔

ابوطالب : ہرگز نہیں، میں سخت دل نہیں ہوں، کیونکہ عبداللہ میرے حقیقی بھائی تھے، مگر اب ان کا انتقال ہو گیا اور اب لوٹنے والے نہیں ہیں، اور اب تو کافی دن بھی ہو گئے ہیں اور کب تک ان پر غم کیا جائے گا اور کب تک ان پر رویا جائے گا؟

عبدالمطلب : تم برباد ہو۔ اے میرے بیٹے ان کا غم میرے لیے روزانہ تازہ ہے۔

ابوطالب :۔ اگر عبداللہ فوت ہو گئے تو بقیہ آپ کے تمام لڑکے موجود ہیں اور ہر ایک آپ کا معاون ہے اور آپ یہ کیوں خیال فرماتے ہیں کہ عبداللہ جو کرتے تھے وہ ہم نہیں کر سکتے۔

عبدالمطلب :۔ آہ اے ابوطالب.... عبداللہ کا غم اس لیے نہیں ہے کہ میں ان کی اعانت سے محروم ہو گیا ہوں کیونکہ تم لوگ تو موجود ہی ہو اور عبداللہ تو تم میں کوئی قوی بھی نہ تھے لیکن عبداللہ کی میرے نزدیک ایک عجیب قدر ومنزلت تھی اور ایک عجیب حالت تھی اور وہ حالت ایسی نہیں تھی جو صبح وشام کرتے ہیں۔

ابوطالب :۔ آپ کا کیا مطلب ہے؟

عبدالمطلب :۔ اے ابوطالب میں تم سے کیا تشریح کروں جب کہ تم نے خود مشاہدہ کیا ہے، کیا ایسا نہیں ہوا ہے کہ عبداللہ کے بدلے میں سو۱۰۰ اونٹ

فدیہ دیا گیا ہے۔

ابوطالب :۔ ہاں ایسا ہوا۔

عبدالمطلب :۔ عبداللہ کے بدلے میں فدیہ اس لیے نہیں دیا گیا تھا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں، ان تمام باتوں کو چھوڑو.... کیا تم نے دو ماہ قبل یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے اصحاب فیل کو کیسے واپس فرمایا اور اس کے تمام لشکر کو ابابیل پرندوں سے ہلاک کروا دیا۔

ابوطالب :۔ اے میرے باپ آپ نے سچ فرمایا... یہ سب واقعی انہی کی وجہ سے ہوا، اور وہ اس قابل ہیں کہ ان پر آنسو بہایا جائے.... مگر جلد ہی آمنہ کے بیٹا پیدا ہونے والا ہے اور وہ آپ کے نزدیک اپنے والد سے زیادہ افضل اور محبوب ثابت ہوگا

عبدالمطلب :۔ اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھوں گا... محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔

ابوطالب :۔ (دوسری طرف متوجہ ہوتے ہوئے) ابا جان دیکھیے برکہ آمنہ کی لونڈی آ رہی ہے۔

عبدالمطلب :۔ قریب آؤ برکہ کیا خبر ہے؟

برکہ :۔ آپ کو مبارک ہو.... آمنہ میری مالکہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔

عبدالمطلب :۔ (دعا کرتے ہوئے) اے اللہ تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں۔

(آمنہ کے گھر میں آپؐ کی ولادت کے بعد)

ام العاص :۔ شفا ذرا مجھ کو بھی دکھاؤ

شفاء (دائی) :۔ ام العاص آپ تو دیکھ چکی ہیں۔

ام العاص :۔ میری خواہش ہے کہ میں ذرا دیر تک دیکھوں ... یہ بچہ کتنا خوبصورت ہے۔ میری آنکھوں نے اس سے زیادہ خوبصورت بچہ کبھی نہیں دیکھا۔

قتیلہ :۔ (سرگوشی کے انداز میں) یہ وہی ہے، یہ وہی ہے۔

ام العاص :۔ تعجب ہے یہ تو بالکل پاک صاف ہے اس پر تو کوئی گندگی نہیں ہے۔

قتیلہ :۔ یہ وہی ہے یہ وہی ہے

شفاء :۔ ام العاص ذرا آپ دور ہٹ جائیں۔

ام العاص :۔ دیکھو اس کی آنکھیں سرمگیں ہیں اے قتیلہ دیکھو یہ تو مختون ہے۔

قتیلہ :۔ یہ وہی ہے، یہ وہی ہے۔

ام العاص :۔ (تعجب سے) یہ تو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے۔

قتیلہ :۔ یہ وہی ہے، یہ وہی ہے

ام العاص :۔ تم کیا کہہ رہی ہو اے قتیلہ!

قتیلہ :۔ یہ وہ نبی ہے جس کا انتظار ہے۔

دو عورتیں :۔ (آپس میں) آنے والا نبی؟

قتیلہ :۔ ہاں! کیا تم نے وہ روشنی نہیں دیکھی جو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی نکلی تھی

شفاء :۔ ہاں وہ تو اتنی تیز تھی کہ میری آنکھیں چکا چوندھ ہو گئیں۔

ام العاص :۔ اور میں نے اس وقت آسمان کی طرف دیکھا تو مشرق و مغرب کے درمیان اجالا ہی اجالا تھا۔

آمنہ :۔ برکہ کہاں ہے؟

شفاء :۔ وہ اس کے باپ کو خوشخبری دینے گئی ہے۔

آمنہ :۔ (غم بھرے لہجہ میں) اس کا باپ؟

شفاء :۔ ہاں ..... اس کے باپ عبد المطلب۔

آمنہ :۔ ہاں کیوں نہیں ... عبد المطلب اس کے باپ ہیں اور اچھے باپ ہیں۔

ام العاص :۔ دیکھو وہ آ گئے۔

عبد المطلب :۔ (داخل ہوتے ہوئے) آمنہ تمہارا کیا حال ہے؟

آمنہ :۔ چچا جان اچھی ہوں۔

عبد المطلب (خوشی میں) میرا بچہ، میرا بچہ محمدؐ کے لیے بشارت ہو۔

آمنہ :۔ محمد؟

عبد المطلب : ہاں آمنہ میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔

آمنہ :۔ لیکن مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کا نام احمد رکھوں۔

عبد المطلب :۔ کیا غیبی آواز نے تم کو یہ حکم دیا ہے؟

آمنہ :۔ ہاں

عبد المطلب :۔ اس کا نام دونوں احمد اور محمد رہے گا... اللہ کے نزدیک احمد اور لوگوں کے نزدیک محمد ...... شفاء کیا میں اس کو اپنی گود میں لے سکتا ہوں۔

شفاء :۔ آپ کو شفقت کا حق ہے

عبد المطلب (اٹھاتے ہوئے) آمنہ دیکھو یہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور چمٹ گیا ہے۔ اللہ کی قسم میں اسے اس وقت کعبہ لے جاؤں گا اور اس کے لیے برکت کی دعا کروں گا۔

شفار :- اے عبدالمطلب اس وقت رہنے دیجیے۔

عبدالمطلب :- خاموش رہو اے شفا! یہ میرا لڑکا ہے اور میرا محبوب لڑکا ہے اس کا حال کچھ عجیب سا ہے ..... آمنہ تم گھبرانا نہیں، میں جلدی لوٹ آؤں گا (باہر نکل رہے ہیں)

قتیلہ :- (تعجب سے) عبدالمطلب بھی اس کے حالات سے واقف ہیں ... میں اس وقت اپنے بھائی ورقہ کے پاس جا رہی ہوں اور ان کو خوشخبری دونگی۔

(کعبہ میں حجر اسود کے پاس)

(ورقہ بن نوفل عبدالمطلب کے پیچھے دوڑتے ہوئے)

ورقہ :- عبدالمطلب ذرا رک جاؤ۔

عبدالمطلب : کون؟ (متوجہ ہوتے ہوئے) ورقہ بن نوفل ..... آؤ اور مجھے مبارک باد دو۔

ورقہ :- (قریب ہوتے ہوئے) کیا میں صرف آپ کو مبارک باد دوں، نہیں میں تمام زمین پر بسنے والوں کو مبارک باد دیتا ہوں۔

عبدالمطلب :- کس بات پر اے ورقہ؟

ورقہ :- جس بچے کو تم اٹھائے ہوئے ہو اے عبدالمطلب۔

عبدالمطلب :- یہ تو میرا لڑکا ہے اے ورقہ .... عبداللہ کا لڑکا .... آمنہ کا لڑکا۔

ورقہ :- ہاں مجھے معلوم ہے اے عبدالمطلب ذرا مجھے دکھاؤ بھی؟

عبدالمطلب :- لو دیکھو ... کتنا خوبصورت ہے اور کتنا بارعب ہے اور کتنا ہی باوقار ہے

ورقہ :- ہاں یہ تو وہی ہے .... واللہ تمہارے اس لڑکے کا ایک نیا حال ہوگا۔ تم اس کو کہاں لے جا رہے ہو اے عبدالمطلب؟

عبدالمطلب :- کعبہ کے اندر .... دیکھو ابوطالب ذرا بڑھ کر کعبہ کا دروازہ کھولو

ابوطالب :- بسروچشم جناب (کعبہ کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے)

ورقہ :- لیکن اے عبدالمطلب ایسا نہ کرو۔

عبدالمطلب :- کیوں اے ورقہ کیا میں اپنے بیٹے کو کعبہ سے دور رکھوں۔

ورقہ :- نہیں اے عبدالمطلب بلکہ اس کو کعبہ کے بتوں سے دور رکھو۔

عبدالمطلب :- چلو دور ہٹو .... اللہ کی قسم میں ضرور اس کو کعبہ میں لیجاؤں گا۔ اور اس کے لیے اللہ سے دعا کروں گا!

ورقہ :- اللہ سے دعا کعبہ کے باہر ہی کر لو اے عبدالمطلب۔

عبدالمطلب :- نہیں میں کعبہ کے اندر ہی دعا کروں گا .... تم کو کیا ہوا اے ابوطالب تم واپس کیوں چلے آئے ہو؟

ابوطالب :- اے میرے باپ عجیب معاملہ ہے۔

عبدالمطلب :- کیا نئی بات پیش آگئی؟

ابوطالب :- (گھبرائے ہوئے انداز میں) معبود، اے میرے باپ معبود۔

عبدالمطلب : ان کو کیا ہوا؟

ابوطالب : سب کے سب اپنے منھ کے بل زمین پر گرے ہوئے ہیں۔

عبدالمطلب : (تعجب سے) اور ہبل بھی؟

ابوطالب :- ہاں ہبل بھی۔

عبدالمطلب :۔ آج جیسی تعجب خیز بات میں نے کبھی نہیں سنی۔

ورقہ :۔ اے عبدالمطلب تم تعجب نہ کرو ۔۔۔ تم جس کو لیے ہوئے ہو وہ ان سب کا دشمن ہے۔

عبدالمطلب :۔ ورقہ تم اپنے تمام خرافات کو چھوڑ دو (ابوطالب سے کہتے ہوئے) دیکھو داخل ہونے سے پہلے ہبل کو سیدھا کر دو۔

ابوطالب : میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

ورقہ :۔ اے عبدالمطلب میری بات مان لو ۔۔۔ تم اس لڑکے کو لے کر وہاں نہ جاؤ کیونکہ وہاں بُت ہیں۔

عبدالمطلب :۔ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو اے ورقہ۔

ابوطالب :۔ (باب کعبہ کی طرف بڑھتے ہوئے) ابا جان میں نے ہبل کو سیدھا کر دیا ہے۔

عبدالمطلب :۔ ٹھیک ہے (دروازے سے قریب ہوتے ہوئے) اے اللہ تیرے نام کے ساتھ (کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے) (لڑکا رو رہا ہے)

ابوطالب :۔ (دروازے پر) ابا جان دیکھیے وہ رو رہا ہے اور مضطرب ہے۔

عبدالمطلب :۔ (آواز کو غور سے سنتے ہوئے) تعجب ہے ابھی تو یہ بہت سکون سے تھا ۔۔۔ اس کو کس چیز نے رُلایا؟

ابوطالب :۔ غالباً معبود اس کو ناپسند کرتے ہیں، اس لیے وہ اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے ہوں گے؟

عبدالمطلب :۔ (آواز پر خیال کرتے ہوئے) میرے لڑکے ورقہ کی طرح نہ ہو ۔۔۔ معبود اس کے علاوہ دوسرے کو پسند نہ کریں گے، یہ تو بابرکت شخص ہے۔

ابوطالب :۔ اچھا باہر نکل کر دیکھیے اگر خاموش ہو جائے تو یہی سمجھنا چاہیے کہ رونے کا

سبب معبود ہیں۔

عبدالمطلب :۔ (آواز پر خیال کرتے ہوئے) تم نے ٹھیک کہا (خانۂ کعبہ سے نکلتے ہوئے) تعجب ہے یہ اب نہیں رو رہا ہے۔

ابوطالب : یہ تو ہنس رہا ہے اور آنکھوں میں آنسو ہیں۔

ورقہ :۔ میں نے تو تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم اس کو لے کر اندر نہ جاؤ۔

عبدالمطلب :۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ بُتوں نے اس کو تکلیف دی؟

ورقہ :۔ نہیں ہرگز نہیں، ان میں یہ قدرت کہاں کہ وہ کسی کو ذرہ برابر تکلیف پہنچا سکیں ۔۔۔ لیکن یہ بچہ خود ان کو ناپسند کرتا ہے اور اپنے وجود کے آگے ۔۔۔ ان کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتا، اور اللہ کی قسم اے عبدالمطلب اگر تم زندہ رہو گے تو دیکھو گے کہ ایک دن یہ بچہ ان بُتوں کو ڈھا دے گا اور اس کعبہ کو نجاست سے پاک کرے گا۔

عبدالمطلب :۔ لیکن میں چاہتا یہی ہوں کہ میں خانۂ کعبہ کے اندر ہی اس کے لیے دعا کر لوں۔

ورقہ :۔ تو داخل ہونے سے پہلے ان بُتوں کو وہاں سے ہٹا دو

عبدالمطلب :۔ اس وقت قریش کیا کہیں گے کہ عبدالمطلب بھی ورقہ کی طرح بےدین ہو گیا ہے۔

ورقہ :۔ اگر تم دعا کرنا ہی چاہتے ہو تو خانۂ کعبہ کے باہر ہی کر لو۔

عبدالمطلب :۔ ہاں مجھے ایسا ہی کر لینا چاہیے (لجاجت اور عاجزی سے) تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ نیک لڑکا عطا کیا۔ میں اس کو کعبہ کے مالک کے حوالہ کرتا ہوں، ہر حسد کرنے والے کے شر سے۔

ابوطالب :۔ ابا جان! ذرا اس بچے کو بھی دیکھیے وہ اس طرح ہنس رہا ہے

جیسے چودھویں کا چاند ہو اور جیسے وہ آپ کے ساتھ دعا میں بھی شریک ہے۔

عبدالمطلب :۔ ہاں ! دیکھو کتنا خوبصورت معلوم ہو رہا ہے اور کتنا باوقار معلوم ہو رہا ہے۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

ورقہ :۔ اچھا اب اس کو اس کے ماں کے حوالہ کر دو۔

عبدالمطلب :۔ ہاں ٹھیک ہے ... وہ بھی شاید انتظار کر رہی ہو .... اور شاید دودھ پلائے ... ابوطالب آؤ اسے آمنہ کو دے آئیں !۔

ابوطالب :۔ آپ تشریف لے چلیں، میں بھی آپ کے پیچھے ہی آتا ہوں۔

عبدالمطلب :۔ تم رک کیوں رہے ہو ابوطالب ؟

ابوطالب :۔ میں چاہتا ہوں کہ ان معبودوں کو سیدھا کر دوں، ایسا نہ ہو کہ قریش کے لوگ دیکھ کر ہم پر بدگمانی کریں۔

عبدالمطلب :۔ تم نے ٹھیک سوچا... دیکھو اے ابوطالب اور اے ورقہ تم دونوں یہ باتیں قریش کے کسی آدمی سے نہ بتانا کیونکہ قریش ان باتوں کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوں گے، جو آج پیش آئی ہیں بلکہ وہ یہی گمان کریں گے کہ ہم نے ہی ایسا کیا ہے۔

ورقہ :۔ ہاں ٹھیک ہے! ہم میں سے ہر شخص اس راز کو چھپائے، کیونکہ اسی میں بچے کی حفاظت ہے۔

عبدالمطلب :۔ ورقہ تم کو اللہ اچھا بدلہ دے۔

ورقہ :۔ عنقریب تم قریش کو عجب حالت پر پاؤ گے، کامیاب وہ لوگ ہونگے جو اس پر ایمان لائینگے اور وہ لوگ ہلاک ہونگے جو اس سے کفر و دشمنی کریں گے

عبدالمطلب :۔ کیا میرے بچے کے ساتھ یہ بھی پیش آنے والا ہے ؟

ورقہ :۔ ہاں میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی قوم اس کو اس شہر سے نکالے گی مگر اس کا کام دن بہ دن ترقی اور بلندی اختیار کرتا جائے گا۔

عبدالمطلب :۔ میرے ماں باپ اس پر نثار ہوں ! کیا اے ورقہ اس کی قوم اس کو نکال بھی دے گی ؟

ورقہ :۔ آج جو میں کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہوگا.... اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا تو اس کی اچھی طرح مدد کرتا۔

عبدالمطلب :۔ اللہ تم کو برکت دے، تمہاری باتوں سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ تم اس بچے پر قریش سے زیادہ شفیق ہو۔

ورقہ :۔ بیشک یہ اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہے اور ابراہیمؑ کی دعوت کو پھیلائے گا اور اسمٰعیل کا رب ان کی حفاظت کرے گا۔

عبدالمطلب :۔ اور قریش اے ورقہ ؟

ورقہ :۔ قریش کو چھوڑو، ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ قریش کو کوئی یاد کرنے والا نہ ہوگا۔ بجز وہ لوگ جو اس بچے کی دعوت میں منسلک ہو جائیں گے۔

نور الایمان

از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ

سوال و جواب کے پیرائے میں عقائد و اعمال اور اخلاق نبوی پر مختصر سی کتاب...... قیمت .. .. ۲۵ پیسے

مکتبہ اسلام ۳۷۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نصیحتیں

ذیل میں ایک حدیث ملاحظہ کیجیے جو سنن نسائی کے سوا صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آنحضرتؐ فداہ ابی وامی نے انیس ۱۹ باتیں بطور نصیحت کے بیان فرمائی ہیں، ایک ایک بات لاتعداد صداقتوں اور حقانیتوں کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

(۱) اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ (۲) وَلَا تَحَسَّسُوْا (۳) وَلَا تَجَسَّسُوْا (۴) وَلَا تَنَافَسُوْا (۵) وَلَا تَحَاسَدُوْا (۶) وَلَا تَبَاغَضُوْا (۷) وَلَا تَدَابَرُوْا (۸) وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا کَمَا اَمَرَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی (۹) اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ (۱۰) لَا یَظْلِمُہٗ (۱۱) وَلَا یَخْذُلُہٗ (۱۲) وَلَا یَحْقِرُہٗ (۱۳) بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ (۱۴) کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَعِرْضُہٗ (۱۵) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَجْسَادِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (۱۶) اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ (۱۷) اَلَا لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ (۱۸) وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا (۱۹) وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔

اس طویل حدیث کے ہر جملہ پر قارئین کرام کی آسانی کے لیے ہم نے نمبر لگا دیے ہیں۔ اب اسی ترتیب سے ذیل میں اس کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔

(۱) خبردار! بدگمانی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو

(۲) لوگوں کی عیب جوئی نہ کرتے پھرو

(۳) کسی کا تجسس نہ کرو

(۴) ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے جھگڑا نہ کرو۔

(۵) آپس میں حسد نہ کرو۔

(۶) ایک دوسرے کے خلاف (دلوں میں) بغض نہ رکھو۔

(۷) پس پشت کسی کی برائی نہ کرو

(۸) اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو جیسا کہ تم کو اللہ کا حکم ہے

(۹) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

(۱۰) بھائی، بھائی پر ظلم نہ کرے۔

(۱۱) نہ اسے بے عزت کرے۔

(۱۲) نہ اسے حقیر اور کمزور جانے

(۱۳) انسان کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے

(۱۴) مسلمان کا خون اور عزت دوسرے مسلمان پر بالکل حرام ہے

(۱۵) اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا، وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

(۱۶) دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا، تقوے یہاں ہے، تقوے یہاں ہے۔

(۱۷) خبردار ایک کی خریداری پر دوسرا شخص خریدار نہ بنے

(۱۸) اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو

(۱۹) مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (یعنی تین دن سے زیادہ اسکے ساتھ کسی رنجش یا غصہ کی وجہ سے بول چال بند کردے۔)

غور فرمائیے! اس حدیث کا مفہوم کتنا شاندار ہے اور اسکی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ:۔۔۔۔ اس میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے پند و موعظت کا ایک وسیع ذخیرہ پایا جاتا ہے اور ایک ایک جملہ میں وسعت و جامعیت کی ایک دنیا سمٹی ہوئی ہے۔

اسلام کو پہچانو!

—— (وصی سیتاپوری) ——

قرآن کے روحانی پیغام کو پہچانو
اس رحمتِ عالم کے انعام کو پہچانو
کیا گردشِ دوراں کا منشا ہے ذرا سمجھو
اس صبح کو پہچانو اس شام کو پہچانو

میخانۂ دنیا میں ہر جام سے مت کھیلو
نسبت ہے تمھیں جس سے اس جام کو پہچانو
اس رزم پرستی کو معراج نہ تم سمجھو
تم صاحبِ قراں ہو اسلام کو پہچانو

کیا مخبرِ صادقؐ کا فرمان بھلا بیٹھے
لادین ترقی کے انجام کو پہچانو
کیا فرض تمھارا ہے کیوں آئے ہو دنیا میں
اس فرض کو سمجھو اور اس کام کو پہچانو

رہنا ہے اگر تم کو اس دور میں باعزت
جو وجہ سعادت ہے اس نام کو پہچانو
تا ایک دجنوں پرور ماحول کو ٹھکرا کر
اسلام کے نورانی احکام کو پہچانو
ممکن ہے وصیؔ تم کو اس بار بھی دھوکہ ہو
سرتاپا یقیں بن کر اوہام کو پہچانو

تعلیم نسواں

[مضمون نگار نے مضمون کے ساتھ اپنا نام نہیں لکھا، اور اگر الگ لکھا ہو تو وہ سلپ دستیاب نہیں ہوئی۔ بہرحال مضمون کی افادیت کے پیشِ نظر شریکِ اشاعت کیا جا رہا ہے ———— مدیر]

مرد اور عورت کے درمیان ابتدائے آفرینش ہی سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ اور یہ تعلق صرف دنیاوی زندگی ہی کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے ہے۔ دونوں زندگی کے دو پہیے ہیں۔ اس لیے دونوں کے اخلاق و عادات، طور طریقے، تعلیم و تربیت، رہن سہن اور وضع قطع اگر یکساں نہ ہوں گے تو زندگی کی دشوار گزار راہیں طے کرنی دو بھر ہو جائیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس پہلو کو زیادہ سے زیادہ اُجاگر کیا جائے۔ جس کو اپنا کر ایک عورت اپنی زندگی کی مشکل راہیں آسانی سے طے کر سکتی ہے۔

اس سرزمینِ عالم پر عورت کا جو مرتبہ ہے وہ کسی سے پنہاں نہیں، وہ سرزمینِ عالم پر وجود میں آنے سے لے کر تا قیامت زندگی کی مختلف منزلوں میں مختلف حیثیت سے ساتھ دیتی ہے، کبھی وہ والدہ کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ کبھی ہمشیرہ کا تو کبھی شریکِ حیات کا، والدہ کی صورت میں وہ ہماری اولین معلّمہ ہوتی ہے اور پرورش و تربیت کا کام انجام دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کو جاہل، غیر مہذب اور غیر تربیت یافتہ رکھنے سے

خود ہماری تعلیم بھی ناقص رہ جائے گی اور ہماری زندگی میں شائستگی، خوبصورتی اور لطافت کی پوری جلوہ گری نہ ہو گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی تعلیم کی شدید تر ضرورت ہے ؎

کون کہتا ہے تعلیم زناں خوب نہیں	ایک ہی بات فقط یاں کہنا ہے حکمت کی
دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم	قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

تعلیم نسواں کے فوائد: سب عام طور سے مسلمان مرد یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان عورت اپنے گھریلو نظم و نسق کو بخوبی انجام دے سکے۔ اسی مختصر تعلیم پر اکتفا نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کے سوا ان چیزوں کی بھی تعلیم دینی چاہیے کہ وہ ماں، باپ، ساس، خسر، بہن، بھائی اور شوہر کے مصائب و آلام میں کس طرح شریک ہو سکے۔ بیہودہ رسموں اور بُرے رواجوں سے دُور رہ سکے۔ اپنے عزیز ترین بچوں کی نگرانی کر سکے۔ انھیں سبق مع معنی و مطالب کے پڑھا سکے اور یاد کرا سکے، گھریلو آمد و خرچ کے حساب و کتاب کو قلمبند کر سکے۔ خط و کتابت کے نوشت و خواند میں دوسروں کی خوشامد سے بچ سکے۔ نیز سلائی، بنائی، کڑھائی اور دیگر دستکاریوں کے کام کو بخوبی انجام دے سکے۔ بیماروں کی تیمارداری اپنے فہم و فراست سے کر سکے۔ اپنے بچوں کو اخلاقی و اصلاحی تعلیم اس طرح دے سکے کہ وہ جوان ہو کر اپنی قوم کے لیے باعث فخر ہوں اور ساتھ ہی بڑھاپے میں والدین رشتہ داروں اور قرابت مندوں کی اچھی طرح خدمت کے فریضہ کو سر انجام دے سکے، آج تک اس سرزمین عالم اور کرۂ ارض پر جس قدر نامور اشخاص [illegible] آغوش میں

پرورش پا کر اپنی شہرت کو چار چاند لگائے ہیں۔

اب شاذ و نادر اس قسم کی تعلیم یافتہ عورتیں ملیں گی، جدھر بھی نظر دوڑائیں گے تو اکثر و بیشتر فیشن ایبل عورتیں ملیں گی ان میں سے زیادہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والی ہوں گی۔ کم ایسی ہوں گی جو مغرب کی نقالی سے محفوظ رہ سکی ہوں اور مشرقی تہذیب و تمدن، نسوانی تقاضوں اور فطرت کے صحیح اصولوں کو مدنظر رکھ کر اپنے کاموں کو انجام دیتی ہوں بلکہ ان کا کام یہ ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

زمانہ جس کو کہتا تھا شرم و حیا کا پُتلا	جسے دیکھا کسی نے بھی نہ بازاروں میں بے پردہ
وہی اب ناچتی ہے سینما اور تھیٹر میں	وہی دیتی ہے اذنِ عیش غیروں کو کلب گھر میں

اب آپ خود اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بے حیائی و بے شرمی کس قدر ترقی کر چکی ہے، کہیں وہ پردے سے نکال کر برسر عام لائی جا رہی ہیں، کلب گھر اور سینما کی تفریح، انجمنوں اور محفلوں کے اندر رقص کرنے کے لیے بلائی جا رہی ہیں اور کہیں مردوں کے دوش بدوش دنیا کے عروج و ترقی میں نمایاں حصہ لے رہی ہیں غالباً اسی موقع پر اکبر نے کہا ہے

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں	اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا	کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فیشن پرست لڑکیاں سارا الزام اپنے سرپرستوں پر تھوپتی رہی ہیں اور یہ درحقیقت سرپرستوں کے تساہل برتنے ہی سے ایسا ہوا ہے اس سے ہزارہا درجہ بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو اس قسم کی تعلیم سے کوسوں دُور

رکھتے، بیشک ایسی تعلیم یافتہ لڑکیاں تعلیم پاکر بے قابو ہو گئی ہیں۔ خود بھی بدنام ہوتی ہیں اور اپنے گھر والوں کے نام کو بھی لے ڈوبتی ہیں۔

انھیں سب وجوہات کے باعث بعض ناواقف مسلمان تعلیم نسواں سے بیزار اور بدظن ہو کر اپنے محبوب ترین بچیوں کو مطلق جاہل رکھنا بہتر سمجھتے ہیں لیکن اسے آپ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ تعلیم کا قصور نہیں ہے بلکہ غلط تعلیم کا قصور ہے فحش اور ناپاک ناولوں اور افسانوں کے پڑھنے پڑھانے کا قصور ہے اور بری صحبتوں کا اثر ہے۔ درحقیقت والدین سستی اور غفلت نہ برتتے تو ایسا ہرگز نہ ہوا ہوتا۔ یہ سراسر والدین کا قصور ہے۔

اب اُٹھ اور طبقۂ نسواں کی کچھ تو فکر کر
دیکھ اپنے خواب غفلت کی ذرا تعبیر کر

لہٰذا ابھی مسلمانوں کو تعلیم نسواں کی فلاح و ترقی، کامیابی و اصلاح کی طرف توجہ دینے کی شدید ضرورت ہے اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ مروجہ طرز تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہم کو ہر ہر گھر میں جا جا کر لڑکیوں کو ایسی تعلیم کے حصول کے لیے آمادہ اور تیار کرنا ہوگا۔ جس کے ذریعہ تمام مسلمان لڑکیوں کے اندر مذہب اخلاق کی پاسداری، گھریلو زندگی کے طور طریقے، رسم و رواج سے نفرت اور علم و حکمت کا شوق و جذبہ پیدا ہو سکے تاکہ اس کا وجود سرزمین ہند کے لیے ایک چمکتا ستارہ اور ایک شگفتہ پھول ثابت ہو۔

رضوان کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تکلم

☆ طاہرہ پروین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تکلم اتنا شیریں، دلکش اور دل آویز تھا کہ سننے والوں کو یاد رہ جاتا تھا، اور اگر کوئی گننا چاہتا تو گن بھی سکتا تھا، بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے کہ ایک ایک فقرہ الگ ہوتا اور اکثر معمول تھا کہ ایک ایک بات کو تین تین مرتبہ فرماتے تھے۔

دوران گفتگو میں بار بار نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھ لیتے تھے، آواز بلند اور پُر رعب تھی۔ حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھتے اور ہم لوگ گھروں میں سنا کرتے تھے۔

جس بات کا تفصیل سے تذکرہ کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تھا تو اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنایہ میں بیان کرتے۔ کسی بات پر زور دینا ہوتا اور آپ ٹیک لگائے ہوتے تو ٹیک چھوڑ کر سیدھے بیٹھ جاتے اور خاص لفظ یا جملہ پر بار بار اشارہ فرماتے

جب آپ حاضرین کو کسی بات سے ڈراتے تو زبان مبارک سے الفاظ ادا فرماتے اور دست مبارک زمین پر ملتے۔ جب آپ بوقت گفتگو کسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے تو پورے دست مبارک سے فرماتے صرف انگلی سے اشارہ نہیں فرماتے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوران گفتگو میں کسی بات پر تعجب کرتے تو ہتھیلی کو الٹ دیتے تھے، کبھی دوران گفتگو میں تعجب کے وقت سیدھے ہاتھ کی

اندر کی ہتھیلی اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کے حصّہ پر مارتے۔ اور اکثر تعجب کے وقت سر ہلاتے اور ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے اور بوقت حیرانی ہاتھ کو ران پر مارتے۔ جب کسی بات کو زیادہ واضح کرنا ہوتا تو ہاتھ یا انگلی کے اشارہ سے اس کو واضح کرتے مثلاً کہیں دو چیزوں کے ساتھ ساتھ ہونے کو بتاتے تو شہادت کی انگلی کو بیچ کی اُنگلی کے ساتھ ملا کر اشارہ فرماتے یا مثلاً کسی چیز کی مضبوطی کو بتاتے تو ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا انداز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعائیں سبحان ربّی الاعلی الوہاب کے الفاظ سے شروع کرتے۔ آپ دعا میں سجع بندی و قافیہ بندی سے کام نہیں لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔ دعا کے شروع و آخر میں اور کبھی درمیان دعا میں اکثر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی امر میں بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوتی تو چادر کو بچھا دیتے اور کھڑے ہو جاتے اور دعا کیلیے اپنے ہاتھ اتنے لمبے کر دیتے کہ آپ کے بغل کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

جب آپ دُعا ختم کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔

دُعا اور استغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دُہراتے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے لیے دعا فرماتے تو پہلے اپنے لیے دُعا

فرماتے اور پھر اس کے لیے۔ آپ ہر پریشانی اور تکلیف کے وقت دعا کرتے۔

حضورؐ کا انداز تبسّم :-

بات کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ اور اکثر بات کرتے وقت جب کبھی مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو آنکھیں نیچی ہو جاتیں۔ ہنستے بہت کم تھے۔ ہنسی آتی تو مسکرا دیتے، یہی آپ کی ہنسی تھی

حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا ہو اور مسکرا نہ دیے ہوں۔ اس طرح آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کبھی دیکھ کر مسکرا دیتے تھے مگر اس مسکراہٹ میں قہقہہ نہیں ہوتا تھا۔ صرف زیر لب تبسّم ہوتا تھا۔

حضور پُرنور کے ملبوسات :-

لباس کے متعلق کسی قسم کا التزام نہیں تھا، عام لباس، چادر، قمیص اور تہ بند تھا، پاجامہ کبھی استعمال نہیں فرمایا، آپ نے منیٰ کے بازار میں ایک پاجامہ خریدا تھا۔ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید آپنے استعمال فرمایا ہوگا۔ موزوں کی عادت بھی نہیں تھی، لیکن نجاشی نے جو سیاہ موزے بھیجے تھے، آپنے استعمال فرمائے جو چرمی تھے۔ عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا اور کبھی دوش مبارک پر اور کبھی دونوں شانوں کے بیچ میں پڑا رہتا تھا۔ عمامے کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی کا التزام تھا، اونچی ٹوپی کبھی استعمال نہیں فرمائی۔ آپ سیاہ رنگ کے کپڑے پہنتے تھے، لیکن سفید رنگ زیادہ مرغوب تھا۔

نعت

وحید رائے بریلوی

آمدِ سیدِ عالم سے بشر جھوم اُٹھے
اہلِ دل جھوم اُٹھے اہلِ نظر جھوم اُٹھے

چاندنی رات کی خاموش فضا پچھلا پہر
سبز گنبد کا وہ جلوہ کہ نظر جھوم اُٹھے

پھر سے آجائے اگر باغِ خلیلی میں بہار
وہ مسرت ہو کہ اللہ کا گھر جھوم اُٹھے

عام تھا ساقیِ کوثر کا یہ فیضانِ کرم
پی نہ تھی اہلِ محبت نے مگر جھوم اُٹھے

آپ کر دیں جو اک انگلی کا اشارہ شاہا
چاندنی رات میں شق ہو کے قمر جھوم اُٹھے

تذکرہ رحمتِ عالم کا کرو اہلِ جہاں
کیا عجب قسمتِ جمہور اگر جھوم اُٹھے

پڑ گئیں ساقیِ کوثر کی نگاہیں جس دم
نشۂ بادۂ وحدت سے عمر جھوم اُٹھے

دُور سے جب نظر آیا ہے کلس گنبد کا
راہبر جھوم اُٹھے اہلِ سفر جھوم اُٹھے

کوئی سرکار میں آیا ہے غلامی کرنے
دیکھ کے آج کسے فخرِ بشر جھوم اُٹھے

تھام کر روضۂ اقدس کی سنہری جالی
میرے ہونٹوں پہ دعا بن کے اثر جھوم اُٹھے

قابَ قوسین سے تشریف جو لائیں سرکار
اُم ہانی کا چمکتا ہوا گھر جھوم اُٹھے

حاضری ہو درِ اقدس پہ جو قسمت سے وحید
سونی سونی سی مری شام و سحر جھوم اُٹھے

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

جہاں کے سارے کمالات تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا
اگر وجود نہ ہوتا تمہارا آخر کار

جھاڑ پھونک

★ ہارون رشید صدیقی۔

قرآن مجید میں تمام امراض جسمانی و روحانی کی دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے قرآن مجید پڑھے پہاڑ بھی ہل جائے۔ علامہ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید طب روحانی ہے بشرطیکہ نیک لوگوں کی زبان سے ادا ہو۔ اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اس سے حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ نیک لوگ کم ہیں اور ہر کس و ناکس کی زبان میں اثر نہیں ہوتا، اس لیے لوگوں نے طب جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

صحیح بخاری میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا تھا، کچھ صحابہ وہاں مسافرانہ اترے ہوئے تھے ان سے ایک شخص نے آکر کہا کہ یہاں کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے، آپ لوگوں میں اگر کوئی جھاڑنے والے ہوں تو چلیں، ان میں سے ایک صحابی چلے گئے اور انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونک دی وہ اچھا ہوگیا۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آخر سورہ تک پڑھ لینے سے چوری سے امان ہوتا ہے (اتقان)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ ۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ تک پڑھ لینا ادائے قرض کے لیے مفید ہے (اتقان) یہ آیت اس بندۂ ناچیز کی

آزمودہ ہے مگر مجھے ایک خاص طریقہ اس کے پڑھنے کا بتلایا گیا ہے وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد اوّل و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سات مرتبہ پڑھے واقعی بہت سریع التاثیر ہے۔ چالیس دن بھی نہیں گزرنے پاتے کہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ جس عورت کے لڑکا نہ ہوتا ہو چالیس دن تک پڑھنے سے کامیاب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی۔

(از افادات حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ، بحوالہ علم الفقہ حصہ دوم)

عبارات بالا نیز اور دوسری روایات اور بزرگوں کے اقوال و تجربات سے بعض آیات و کلمات کے پڑھنے، پڑھ کر دم کرنے وغیرہ سے بعض تکالیف کا دور ہونا اور بعض ضروریات کا پورا ہونا ثابت ہے۔ ان اعمال کا معاملہ بھی مثل دعا کے ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ مانگی ہوئی دعا ہوبہو پوری فرماتے ہیں، کبھی اس کے مثل یا اس سے بہتر کوئی دوسری چیز دینا مصلحت سمجھتے ہیں اور کبھی بندہ کے لیے اسی میں بہتری ہوتی ہے کہ اس کا اجر آخرت میں ملے اسی طرح جس تکلیف یا ضرورت میں کوئی عمل یا وظیفہ پڑھا جاتا ہے تو کبھی وہ تکلیف دور کی جاتی ہے، کبھی کوئی اس سے بڑی بلا ٹال دی جاتی ہے اور کبھی اس کا اجر اس کے نامۂ اعمال میں آخرت کے لیے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب جبھی ہوتا ہے جب عمل کرنے والا یا دعا کرنے والا مومن ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ۔ حالانکہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ نافرمان بندوں کی دعا بھی پوری فرما دیتے ہیں مگر ان کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

جو لوگ متقی و پرہیزگار ہیں وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں اللہ تعالیٰ انکی دعائیں قبول فرماتے ہیں اور اکثر ان کی دعائیں ہو بہو پوری ہوتی ہیں، اس لیے اللہ والوں سے دعائیں کرانا پھونک جھڑانا بھی اچھی اور فائدہ کی بات ہے اور ساتھ ہی ان کے مشورہ سے کوئی دعا یا وظیفہ پڑھنا بھی بہت اچھی بات ہے، لیکن خلاف شرع فقیروں و شاہوں و غیر مسلموں سے پھونک وغیرہ ڈلوانا بڑی بات ہے خصوصاً غیر مسلمین سے جو منتر وغیرہ پڑھ کر دم کرتے ہیں جن میں شرکیہ کلمات بھی ہوتے ہیں، بالکل ہی ناجائز ہے۔ سوچنے کی بات ہے تکلیف دور کرنا، ضرورت پوری کرنا اللہ کے اختیار میں ہے جب تک اللہ نہ چاہے ناممکن ہے تو جو اللہ کو ناراض کیے ہوئے ہیں اور تائب نہیں ہوئے، ان کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ کیسے چاہیں گے اور جن منتروں میں شرکیہ کلمات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو اور ناراض کر دینے والے ہیں، پھر ان سے فائدہ کی کیا امید ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ خلاف شرع شاہوں کی تعویذات و پھونک وغیرہ میں فائدہ دیکھا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ محض فریب نظر ہے یا آزمائش، ایسے ہی مشرکین کے منتر وغیرہ سے لوگوں نے فائدہ بیان کیا ہے وہاں بھی فریب نظر یا آزمائش ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک بچھو کاٹے ہوئے کو ایک ایسے شخص نے جھاڑا۔ اس نے غیر معمولی فائدہ کا اقرار کیا لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد چیخنا شروع کر دیا، بات یہ تھی کہ اس کا تصور بنا ہوا تھا کہ ابھی جھاڑنے سے فائدہ ہو جائے گا، چنانچہ اس تصور نے اس کے احساس تکلیف کو تھوڑی دیر تک کیلئے محو کر دیا مگر چونکہ اصلاً تکلیف نہیں گئی تھی، اس لیے پھر درد شروع ہو گیا، کبھی

جھاڑنے والے ساتھ ہیں، دوا بھی استعمال کرتے ہیں، دوا کے اثر سے تکلیف دور ہوتی ہے نام ہوتا ہے منتر کا۔ کبھی اللہ تعالیٰ آزمائش کے طور پر .... فائدہ دے دیتے ہیں کہ دیکھیں یہ ہماری رضا کا خیال کرتا ہے یا اپنے معمولی فائدے کا، جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں ایک ایمان والے نے وصیت کی کہ اگر مجھے سانپ ڈس لے تو کسی غیر مسلم سے نہ جھڑوانا خواہ میری موت واقع ہو جائے اس لیے کہ میں اسے درست نہیں سمجھتا کہ میرے جسم سے زہر دفع کرنے کے لیے شرکیہ کلمات پڑھے جائیں

ایسے ہی بعض عورتیں ضرورت پر غیر محرم مولویوں کے سامنے بے پردہ حاضر ہو کر شرمناک باتیں بیان کرتی ہیں، انھیں سوچنا چاہیئے کہ ان کی اس بے پردگی سے کیا اللہ تعالےٰ رضامند ہیں، اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے مقابلہ میں دنیا کے قلیل فائدہ پر لعنت بھیجنی چاہیئے۔

حاصل یہ کہ جب کوئی تکلیف ہو یا ضرورت ہو خود اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو کسی بزرگ سے بھی دعا کراؤ۔ عورت ہو تو اپنے گھر کے محرم کے ذریعہ سے اپنا کام کرائے۔ خود حاضری کی کوشش نہ کرے خلاف شرع فقیروں نیز غیر مسلموں سے بالکل اجتناب کرنا چاہیئے اور کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر سے علاج بھی کرانا چاہیئے۔

وما علینا الا البلاغ

جواہر پارے

★ : مرتبہ آزاد قاسمی ٹونکی (علی گڑھ)

- تین چیزوں کو مشعل راہ بناؤ، خدا کی یاد، ذوق عمل، یقین محکم۔
- خودداری انسانیت کا دوسرا نام ہے۔
- خدا سے تمھیں محبت ہے تو اسکی مخلوق سے بھی محبت کرو۔
- فضول کاموں میں مشغول رہنا حق تعالیٰ سے روگردانی کی علامت ہے۔
- تین چیزوں پر اعتماد نہ کرو۔ حُسن، دولت اور خوشی۔
- اپنے بڑوں کی عزت کرو چھوٹے تمھاری عزت کریں گے۔
- بوڑھوں کا مشورہ جوانوں کے جوش سے بہتر ہے۔
- دل کی موت انسانیت کی موت ہے۔ دل زندہ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔
- وقت دولت پیدا کر سکتا ہے لیکن دولت وقت پیدا نہیں کر سکتی۔
- خدا اور موت سے زیادہ یقینی کوئی چیز نہیں۔
- حقیقی مسرت اور سکون دولت میں نہیں بلکہ قناعت اور استغنا میں ہے۔
- عقل اور علم آدمی کو ارسطو اور سقراط تو بنا سکتے ہیں لیکن حقیقی بزرگی کا دارومدار عمل اور یقین پر ہے۔
- محنت سونے کی کنجی ہے جو دولت کے دروازے کھول دیتی ہے۔
- عارضی خوبی اور بے کار تعریف تانبے پر قلعی کے مصداق ہے۔

سلام و نعت

گلبانگ حرم :۔ حمید صدیقی مرحوم کی مشہور اور مقبول عام کتاب جس میں درد و اثر میں ڈوبی بیشمار نعتیں اور سلام ہیں، آٹھ ایڈیشن چھپ کر ختم ہو گئے ماہ ربیع الاول کے موقع پر ان کو پڑھیے اور عشق رسول میں ڈوب جائیے۔ قیمت ۱۲؍

ارمغان نعت :۔ ساجد صدیقی اور والی آسی نے نعتوں کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے جس میں پرانے مشہور اور نئے شعرا کی نعتیں شامل ہیں۔ قیمت ۳؍

انوار :۔ مولانا محمد ساجد صاحب ندوی کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود شریف کے فضائل پر ایسی کتاب جس پر مشہور علما کی بڑی اچھی تقریظیں ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ قیمت ۲/۵۰ (مجلد)

مقبول سلام :۔ مختلف شعرائے ہند کی خدمت میں جو ہدیۂ سلام پیش کیے ہیں، ان سب کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ قیمت ۵۰/۱

دنیا کی سالگرہ :۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ایک ریڈیائی تقریر جس میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت اچھے اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت چھ پیسے ۶/۰

ہدیۂ سلام :۔ ایک مختصر اور درد و اثر میں ڈوبا ہوا سلام خوبصورت ٹائٹل عمدہ کتابت قیمت ۱۵ پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام، ۳۷۔ گوئن روڈ، لکھنؤ